مثنوی پنج گنج کا ایک تنقیدی مُطالعہ•

یہ مثنوی عبدالغفور شاہ نے لکھی ہے۔ وہ شوپیان کے ایک معزز خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ بچپن سے ہی وہ عارفانہ مزاج کے حامل رہے تھے۔ اپنی عمر کے شباب اور بڑھاپے میں اسکو خوب ڈھنگ سے نئی رنگت اور زیبائش سے آراستہ و پیراستہ کیا۔ گویا کہ اپنے شیرین کلام سے اپنے بزرگوں اور دانشمندوں کے ملے ہوئے ورثہ کو آب حیات کا رنگ بخش دیا ہے۔ انکا جنم افغان دور میں ہوا تھا۔ مغلیہ اقتدار کے خاتمے کے بعد جب افغانوں کا تسلط کشمیر پر ہو گیا تھا۔ افغان اگرچہ اچھے سپاہی تھے لیکن تہذیب اور شائستگی کے امور میں وہ ابتدائی مغلوں اور تاتاریوں کے برابر تھے۔ افغانوں کے عہد میں کشمیر میں ہر طرف سیاسی انتشار اور بدامنی کا دور دورہ تھا لیکن اس خلفشار کے باوجود بھی کشمیر کے ذہین طبقے نے ادبی اور علمی روایات کو برقرار رکھا تھا۔ دیگر اصناف سخن کے

• دکتر محمد یوسف لون لیکچرار شعبہ فارسی کشمیر یونیورسٹی سرینگر

Scanned with Oken Scanner

علاوہ مثنوی نویسی کی روایت بھی اس دور میں قائم رہی تھی۔

یہ شاعر اپنے ہمعصر شعراء میں ایک جداگانہ حیثیت کے حامل رہے ہیں۔ اگرچہ اس کے ہمعصر شعراء بھی اپنے عارفانہ مزاج میں ایک عظیم مرتبے کے مالک رہے تھے جن میں سعداللہ شاہ آبادی، ملا اشرف دیر بلبل، ملا لعل محمد توفیق، عبدالوہاب شایق اور میرزا جان بیگ سامی وغیرہ ہیں جو عارفانہ مزاج میں ایک عظیم مرتبہ کے مالک رہے تھے لیکن موازنہ میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی اتادانہ مہارت میں ایک خاص منصب کے مالک رہے ہیں۔ لہذا یہ ضروری بنتا ہے کہ اس کے منتشر کلام کو ایک جامع مجموعہ کی صورت عطا کی جائے تاکہ اس پر مزید تحقیق بڑھ جائے جس سے انکے افکار کے نئے نئے گوشے نکل کر آیندہ کی راہنمائی میں مشعل راہ ثابت ہوجائینگے

اس مثنوی کا آغاز حمد باری تعالیٰ سے ہوا ہے۔ دراصل سب حمد اور سب تعریفیں اسی کے لایق ہیں۔ کائینات کا ہر ایک ذرہ اسی کے فرمان پر کاربند اور پابند ہے محبوبان حق اس کے جلال اور جمال کو دیکھ کر شیدائی ہوئے۔ عارف رات دن اس کے ثنا خوان ہیں۔ اسکی یاد میں کوئی مجنون کی طرح صحرا نشین ہوا۔ کوئی مسجد میں محو عبادت رہا۔ کوئی حقیقت کے شراب میں بے خودی کی حالت میں پر کیف ہوا اور کوئی ساز و سنطور کی مجلسوں کا شیدائی ہوا۔ کوئی بادشاہی کے تخت کا خواہاں اور کوئی خرقے کا متلاشی رہا۔ کوئی پند و نصایح کی باتوں پر کاربند اور کوئی سچائی کے راستے کا گامزن ہوا۔ اسطرح ہر ذرہ ذرہ میں اسی کے صفات موجود ہیں۔ یہ پرکیف اشعار اس معنیٰ میں کیا ہی شیرین نظر آتے ہیں۔

ای بدارندہ وجود و ہم عدم	وی بدارندہ حدوث وہم قدم
ای وجود مطلقت گشتہ محیط	فی السما والارض مافیہا بسیط
یافتہ از حکم تو جملہ ظہور	قہرہا و مہرہا ظلمات و نور
اول و آخر توی دانای راز	ظاہر و باطن توی ہر کارساز

روز و شب در حمد و احسان تواند
عارفان سرمست عرفانِ تو اند

سوی وصل تو بجان بشتافتند
لذت دیدار پاکت یافتند

در طریق واندگر زندیق شد[۱]
آن یکی در راه تو صدیق شد

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں شاعر نے اس شہنشاہ انبیا والمرسلین کے اعلیٰ مرتبے کا ذکر کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے انہیں حبیب کے خطاب سے نوازا ہے اور اس عالم کے نور کا سرچشمہ بنادیا اور اپنی پاک ذات کو اسی نور سے عیان کیا ہے۔

رتبہ اطلاق او را شہود
خواجہ کونین روح ہر وجود

جسم او مطلوب ربانی بود
ذات او محبوب سبحانی بود

ہم ازل از وی ہویدا ہم ابد
مظہر کل است مقصود احد

روح ہا چون ذرہ ہا گشتہ پدید
پرتو نورش چو بر عالم دمید

بر زمان از من درود و السلام[۲]
نور رحمت از خدا بادش مدام

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منقبت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعلیٰ صفات کا ذکر کیا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نشینی میں رہنے کا زیادہ شرف انہی کو نصیب ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلامی مملکت کو زیب و زینت سے آراستہ و پیراستہ کرنیکا کام بھی پہلے انہی نے انجام دیا ہے۔ یہ اشعار اپنی روانی میں کیا ہی خوب سہل اور روان نظر آتے ہیں۔

صاحب اسرار او تحقیق بود
یار غارش اولاً صدیق رض بود

مونس و ہمراز او تا انتہا
زان سبب ابن قحافہ ز ابتدا

ع۱ پنج گنج عبدالغفور شوپیانی (ص ۵ ب لم و)
ع۲ پنج گنج عبدالغفور شوپیانی (ص ۱۵ - ب)

این شرف اندر صحابہ کس نیافت　　نور احمدؐ اولاً برو بتافت
بر خلافت اولاً او بر نشست　　بحر و بر از امر او اصلا نگشت ۳؎

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت کے بعد شاعر نے خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں ان کے عدل و انصاف کا ذکر کیا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فاروق کے خطاب سے یاد کیا ہے انکی خلافت کے زمانے میں گھر گھر میں عدل و انصاف کا چرچا تھا اور دین اسلام دن بدن فروغ پاتا رہا۔

شد قوی اسلام دین مصطفیٰ　　بود او اندر صحابہ اصطفیٰ
بود او مشہور اندر عدل و داد　　داد چون عمر بعالم کس نداد
بود در اسلام چون موسیٰؑ غیور　　عہد او نابود بد فسق و فجور
گفت احمدؐ گر پیمبر بعد من　　حق فرستادی بخلقان ز من
پس عمرؓ را میفرستادی خدا　　مینمودی حق و باطل را جدا ۴؎
زان سبب فاروق او را شد لقب　　بہر مظلومان بگشتی روز و شب

خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفانؓ کی مدح میں انکے جود اور سخاوت کا ذکر کیا ہے اسلام کو فروغ دینے کے واسطے وہ ہر وقت جان و مال سے کوشاں رہے وہ حیا اور علم کا پیکر تھے۔

آن خلیفہ سوی عثمانؓ حق　　در حیا از ہر یکی بردہ سبق
از حیا او ہیچگہ سر بر نداشت　　مال خود در راہ حق جملہ گذاشت
صرف کرد مال خود در راہ دین　　در صحابہ بود ارباب یقین ۵؎

۳؎ پنج گنج　عبدالغفور شوپیانی　(ص ۶ ب ۱۷)
۴؎ پنج گنج　عبدالغفور شوپیانی　(ص ۷ ب)
۵؎ پنج گنج　عبدالغفور شوپیانی　(ص ۸ ب ۱۹)

حضرت عثمان غنی بن عفان رضؓ کی منقبت کے بعد مثنوی نگار نے خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی منقبت میں انکی شجاعت کا ذکر کیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ علم عرفان کا سرچشمہ دین اسلام کو فروغ دینے میں وہ ہر وقت محنت اور لگن سے کوشاں رہے۔

والی ملک ولایت آمدہ رہنما و رہبر خلقان شدہ
چون در خیبر ز ہمت او فگند بیخ ہر اعدای دین را او بکند
عازمان و عاشقان را مقتداء سالکان و عابدان را مقتدا
رہنمائی اولیائی متقین علم او باقی بود تا یوم الدین
بعد حمد و نعت مدح چار یار گویمت اصل حقیقت گوشدار
آل و اصحاب محمدؐ را تمام صد ہزاران رحمت و صدلک سلام ع٦

مثنوی پنج گنج پانچ حصوں پر مشتمل ہے اس کے پہلے حصے میں دین اسلام کے پانچ بنیادی ارکان کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی فضیلت اور اہمیت کا بیان درج ہے۔ کلمہ پڑھنے والا شخص کفر و بدعات مثلاً بت، آگ، سورج، چاند اور ستاروں وغیرہ کی پرستش سے خلاصی پاکر خدا تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہتا ہے جو ان سب چیزوں کا خالق اور مالک ہے۔

گر بود کافر شود مومن بحق ہیبرد در کلمہ خواند او سبق
گویم از شرک جلی یکدو سخن تا ہدایت باید ہر کو ممتحن
نی صنم را می پرستد نی بآب نی پرستد ماہ و نجم و آفتاب
نی شجر می پرستد نی بسنگ راہ از اسلام گیرد بید زنگ

ع٧ پنج گنج عبدالغفور شوپیانی (ص۔ ۱۹۔ ب)

نی پرستد آتش افروختہ از پدر و زجد خود آموختہ
کلمہ خواندن بی عدد یا بد صواب باشد از اسلام او را فتح باب ع۷

نماز مومنوں کی معراج ہے اس بارے میں یہ حدیث شریف بھی گواہ ہے" الصلوٰۃ معراج المومنین" نماز میں مومن خداتعالیٰ کے سامنے اپنی عاجزی اور انکساری پیش کرتا ہے گناہوں اور خطاؤں سے معافی مانگتا ہے اور طرح طرح کے انعامات اور کرامات کا خواہاں بھی ہوتا ہے۔

کلمہ چون خواندی دگر باید صلوٰۃ اندکی از بود خود یابی نجات
شد صلوٰۃ مومنان معراج روح در نماز از نور یابد صد فتوح
زانکہ مومن نور حق را ناظر است نور حق مر ناظران را حاضر است
مشترک آمد صلوٰۃ عبد رب شرکت خود با خدا می کن طلب ع۸

مومن روزہ داری سے اپنے آپ کو تمام جسمانی اور نفسانی آلائشوں مثلاً جھوٹ، مکر فریب اور دھوکہ بازی وغیرہ سے پاک کرتا ہے اور اس پاکیزگی کی برکت سے وہ نیک کاموں مثلاً سچائی، رواداری اور انصاف وغیرہ سے اپنے لئے ایک خاص مقام حاصل کرتا ہے۔ مندرجہ ذیل اشعار میں اس حقیقت کی ترجمانی نظر آتی ہے۔

روز صایم با ادب باشد تمام شب کند اندر نو افلہا قیام
می کند تقلیل در نان و طعام روز و شب در یاد حق باشد مدام
ثلث نوم و کلام خود کند چون قدم در یاد حق ہر دم زند
سوم عارف دیدن حق است و بس اینچنین صایم نباشد ہیچکس

ع۷ پنج گنج عبدالغفور شوپیانی (ص - ۱۸ ا)
ع۸ پنج گنج عبدالغفور شوپیانی (ص - ۲۰ ب - ۲۱ ا)

Scanned with Oken Scanner

زانکہ عارف می نہ بیند غیر حق نور رحمان بیند اندر ہر ورق؎۱۴

زکوٰۃ جو امیر لوگوں کے مال و دولت سے کچھ حصہ حاصل کیا جاتا ہے اور یہ رقم امداد کے مستحق کاموں مثلاً جہاد، علمی فروغ اور غریبوں کی سختی کو دور کرنے میں صرف کی جاتی ہے اور یہ سلوک رواداری اور باہمی میل جول کو بڑھانے میں اہم حصہ ادا کرتا ہے۔

در شریعت فرض شد دادن زکوٰۃ بر غنی از تا زتا یابد نجات
در قرآن تاکید شد اوتوا الزکوٰۃ ہمچنان تاکید آمد از صلوٰۃ
خاصگان را گر بود اموال و زر بہر اصلاح دل و دین ای پسر
یا بہ محتاجان و مسکینان دہد یا بہر ابن سبیل او نان دہد
یا دہد مر غازیان را بہر دین یا دہد مر طالبعلم و یقین
سایلان را کی کند رد سوال بہر تقسیم گدایان است مال؎۱۵

خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق خانہ کعبہ کے گرد طواف اور حجر الاسود پر بوسہ عرفات میں حاضری، شیطان پر سنگباری اور بازار مینا میں دعا خوانی وغیرہ سے مسلمان خدا تعالیٰ جلہ شانہ کے فضل و کرم سے بہرہ مند ہو جاتے ہیں۔ اس طرح سے حج خدا تعالیٰ جلہ شانہ اور بندے کے درمیان محبت کی ایک روشن مثال ہے۔

حاجیان چون عزم راہ حج کنند الوداع بر مال و ملک خود زنند
چون رسید اندر حرم آن پاک دین از گناہان پاک گردد بالیقین
می کنند طواف کعبہ ہفت بار کرد گویا گرد کعبہ زر نثار
حجرۃ الاسود بود سدر در حرم تا شود حاجی ز بوسہ محترم

؎۱۴ پنج گنج عبدالغفور شوپیانی (ص ۱۸ا)

؎۱۵ پنج گنج عبدالغفور شوپیانی (ص ۲۷و - ۲۸ب)

پس بہ بیند نقش اقدام خلیل | زانکہ بر اعجاز او باشد دلیل
بعد اذان سوی جبل آن حاجیان | ہر یکی لبیک در عرفات خوان
سنگریزہ باز پس حاجی زنند | از سر شیطان ملعون وا رہاند
حاجیان بازار مینا می روند | حاجت خود را از انجا وا خواند
حج بجا آرند از فضل کریم | حاجیان را حق دہد اجر عظیم[۱۱]

بنیادی طور پر جب بھی ہم کسی شاعر کے اندرون اور اس کی پرمست کیفیت کو جاننے کی سعی کرتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ اسکا گوینده وہ پکار نہ صرف اپنے آپ تک محدود رکھتا ہے بلکہ اسکو وسعت دیکر اس کے ذریعہ پیامبرانہ رول ادا کرتا ہے کیونکہ اس کے ذمہ جو بھی ذمہ داری ہے وہ انکی آواز کا ایک لازمی حصہ بنتا ہے کیونکہ اسکی مثال اس تابندہ شمع کی مانند ہے جس کے گرد اگرد اس کے شیدائی خود کو نثار کرنے سے کوئی دریغ نہیں کرتے ہیں۔

دوسرے گنج میں عبادت الٰہی کی وضاحت درج ہے۔ مسلمانوں کو خدا تعالیٰ جلہ شانہ کے فرمودات پر کاربند رہنا لازمی ہے۔ تبھی وہ بندگی کے حقوق کو اچھی طرح سے پہچان سکے۔ عارفوں نے یقین کی مثال دور سے دکھائی دینے والے دھویں سے دی ہے جو راستے سے بھٹکے ہوئے کیلئے ایک نشان منزل کا کام دیتا ہے اور اس میں امید زندگی دیکھتا ہے

کردہ ام واضح ترا اسلام و دین | داکشایم گنج دوم از یقین
تا یقین اندر دلت حاصل شود | جز و جانت سوی کل واصل شود
ہر عبادت را یقین آمد چو سر | بی یقین ہر تن چو لاشہ برشمر
گر تو خواہی باز گویم یک مثال | تا شود واضح یقینت دآن مثال
گر تو بینی دود اندر راہ دور | در دلت پیدا شود صد گون سرور

[۱۲] پنج گنج عبدالغفور شوپیانی (ص ۱۳۱ب - ۱۳۲ب)

تو ز عقل و نقل دانی آتش است — ہر یک از دود جان و دل خوش است
زانکہ زیر دود آتش روشن است — باز در سرما خوش جان و تن است
ہر کہ او عاقل بود اندر ہمین — دود از آتش برون آید یقین ۱۲؎

عدم کی وادی کو طے کرنے میں عارف اپنے آپکو حیران پاتا ہے وہ ذات باری کے رازوں کی تفہیم کیلئے کوشاں رہتا ہے۔ نور کی وادی کو طے کرنے والے جاں نثاروں نے حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام کی طرح ہمیشہ کیلئے آب حیات کو نوش کیا ہے۔

چوتھی منزل میں روشنی اور تاریکی کو فرق کرنے کیلئے خدا تعالیٰ نے آدمی کو جد وجہد کا اعجاز عطا کیا ہے۔ اس کوشش میں وہ دونوں صورتوں کو الگ الگ طور پر سمجھ کر اپنے لیئے ایک مقام پیدا کرپاتا ہے۔ عام فہمائش کیلئے اس فرق کی مثال اسطرح واضح ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے لئے ایک شیشے کا محل بنوایا۔ اس محل کی زیبائش کیلئے اس کے بیچ میں ایک چراغ کو رکھدیا ہے۔ اس چراغ سے محل کے اندر ہزاروں چراغ نمودار ہوگئے۔ دراصل زیبائش کیلئے وہی ایک چراغ ہے جس کا عکس محل کے کناروں سے ہزاروں کی شکل میں نمودار ہے۔ اس کائینات کی مثال اسی محل خانے کی مانند ہے جس میں خدا تعالیٰ نے تاریکی کو دور کرنے کیلئے نور کے شعلے کو چمکایا تاکہ کائینات کے بسنے والے آسانی سے گذر بسر کرسکیں۔

مدتی ساکن بدم اندر عدم — گنج چارم باز گویم از قدم
چونکہ این گنجیست بیرون از فہوم — نور آن روشن تر است از شمع موم
یک مثالی گویمت از فہم تو — ما عیان بینی ازان انوار ہو
پادشاہی ساخت عالی خانۂ — بہر عام و خاص یک کاشانۂ
سقف و دیوارش پر از آئینہ کرد — ہمچو آن صوفی کہ روشن بستہ کرد

۱۲؎ پنج گنج عبدالغفور شوپیانی (ص، ۴۷ب - ۱۴۲)

درمیان خانه شمعی بر فروخت — هر یکی از فرط نورش چشم دوخت
شمع در هر آئینه روشن شده — خانه از انوار چون گلشن شده
ناظری هر جای کرده نظر — صد هزاران شمع دیدی جلوه گر
نقشهای این زمین و بحر و بر — راست از آئینه باشد سر بسر[۱۳]

پانچویں گنج میں اس نور کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ یہ نور کا حصہ دراصل خدا تعالیٰ جلہ شانہ کے جمال کا ایک خاص حصہ ہے جو آدم کی شکل میں وجود میں آیا ہے اور آدمیت میں پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دیگر تمام کائینات میں روشن کیا ہے۔

گنج پنجم چیست ای صوفی بگو — تا بیابم رمزی از اسرار او
گنج پنجم آمده نور احد — بر محمدؐ نور آن آمد سند
گفت احمد خلق اول نور من — اول آئینه ام بی وهم و ظن
خلق از نورم و من از نور حق — زانکه من بردم بنور حق سبق
گنج پنجم مخزن معنیٰ بود — گنج پنجم معدن اشیا بود
کان هر انوار گنج پنجم است — همچو خور بر چرخ میر انجم است[۱۴]

یہ مثنوی ۱۲۲۵ھ میں لکھی گئی ہے اس کے بارے میں شاعر نے خود یوں اشارہ کیا ہے۔

معنیٰ عرفان نمودم این کتاب — تا شود مر طالبان را فتح باب
یکهزار و دو صد و دو ده و پنج — وقت دیگر ختم شد این پنج گنج

۱۳۔ پنج گنج — عبدالغفور شوپیانی (ص۔ ۱۵ا - ۵۶ب)
۱۴۔ پنج گنج — عبدالغفور شوپیانی (ص۔ ۵۵ب - ۶۱ب)

پنج گنج معنوی اتمام شد   از شراب معرفت پر جام شد
ہر کہ خواند پنج گنج معنوی   در یقین و معرفت گردد قوی ۱۵ع

اس مختصر سے جائزے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ عبدالغفور شوپیانی کا نام بھی انسانی عظمت کے علمبرداروں کے فہرست میں روشن ہے کیونکہ ان کا جی اس بارے میں تڑپتا اور تڑپتا رہتا تھا کہ انسان کو چاہیے کہ اپنے منصب کو سمجھے اور اپنی زندگی کو خوشگوار بنانے کیلئے جان و دل سے کوشش کرے۔ لہٰذا اس مثنوی کے ایک ایک شعر کی حقیقت اہل حقیقت ہی صحیح طور پر جان سکتا کیونکہ رازوں کا معنیٰ وہی بہتر طور پر جانتا ہے۔ اصل میں حقیقت کا متلاشی حقیقت کو پانے والا ہوتا ہے اور پانے کے بعد اس کے ساتھ گل مل جاتا ہے۔

۱۵ع پنج گنج   عبدالغفور شوپیانی   (ص۔ ۵۵ب۔ ۱۶۱ب)